www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب:

تحقیقی مقالہ کی تعریف، خصوصیات ومقاصد اور خاکہ سازی

فصلِ اول

تحقیقی مقالہ کی تعریف، خصوصیات اور مقاصد

1-مقالہ کی لغوی واصطلاحی تعریف

جس طرح آپ سابقہ ابواب میں مطالعہ کر چکے ہیں کہ اسلام میں تحقیقی عمل ایک عبادت کا درجہ رکھتا ہے: اس لئے یہ عمل بامقصد اور فائدہ مند ہونا چاہئے۔ اس کے مطابق کسی تحقیقی عمل کا ماحصل، آخیر یا انجام تحریری رپورٹ، مضمون یا دور حاضر کی ایڈوانس ایجادات کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر کسی اورٹھوس چیز کی صورت میں مرتب کرنا ہوگا۔ صرف قولی طور پر نتائج پیش کر دینا مکمل تحقیق نہیں۔ اس رپورٹ وغیرہ کو مقالہ کہا جاتا ہے۔ لفظ مقالہ کا مادہ قال، یقول ہے، اسکے حروف اصلیہ تین ''ق۔و۔ل'' ہیں یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اردو میں بھی مروج ہے۔ کسی موضوع پر تحقیقی اصولوں کے مطابق تحریر کئے گئے بڑے اور جامع مضمون کو اردو یا عربی میں مقالہ کہا جاتا ہے عربی زبان میں اس کو''مقال'' میم کی زبر کے ساتھ بھی کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں اسے''Thesis'' یا ''Research Thesis'' کہا جاتا ہے۔ اردو یا عربی میں لغوی طور پر اس سے مراد کلام، قول یا کتاب کا کوئی حصہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحی طور پر اس سے مراد محقق یا مقالہ نگار (/Research Worker Researcher) کا کسی موضوع سے متعلق وہ جامع مضمون ہے جسے وہ مسلسل آگہی اور مکمل کوشش کے بعد مروجہ تحقیقی اصولوں کے مطابق پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے مزید وہ مضمون تخیل سے لے کر مرتب و مدون شکل تک مع نتائج و سفارشات اور مختلف دلائل و براہین کے ساتھ جملہ مطالعاتی پہلوؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔(1) اس تعریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مقالہ بھی اقسام کتب میں سے ایک قسم شمار کی جاسکتی ہے لیکن اس میں اور کتاب میں کافی فرق ہے۔ گویا کہ مقالہ کسی خاص موضوع، عنوان یا اس کے کسی مخصوص حصہ سے متعلق کسی محقق کی طرف سے تحقیقی اصولوں کے مطابق جامع رپورٹ تیار کرنا یا تیار کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ جس میں موضوع سے متعلق معلومات اور جملہ مواد کی پیش کش، ان کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ، نتائج اور سفارشات کا ذکر بہت اہم ہوتا ہے۔

اس رپورٹ (مقالہ) کی اہمیت کا انحصار کئی عوامل پر ہے لیکن ان میں سے سب سے اہم یہ ہے کہ دوران تحقیق طالب علم کا مقصد متعینہ مسئلہ کی حقیقت سے نقاب کشائی ہو جیسے ہی اس مقصد میں کامیاب ہو اس کا اظہار کر دے خواہ وہ اس کے ذاتی رجحانات کے موافق ہوں یا نہ ہوں۔

تصنیف (کُتب) اور تحقیق میں فرق:

مقالہ تحریر کرنا یا مقالہ نویسی ایک تحقیقی عمل ہے۔ اِس میں مروجہ تحقیقی اصولوں کی پاسداری از حد ضروری ہے لیکن کتاب لکھنے میں مصنف کا تحقیقی اصولوں کو مکمل طور پر مدنظر رکھنا ضروری نہیں ہوتا۔ آپ ایک ہی موضوع پر تحریر شدہ کتاب اور تحقیقی مقالہ کے مابین فرق آسانی سے پہچان سکتے ہیں، مثلاً ایک مصری باشندہ سامی الکیانی نے مصر کے ایک سابقہ نابینا معروف ادیب طہٰ حسین کے متعلق ایک کتاب بعنوان ''مع طہٰ حسین'' 1952ء میں لکھی۔ ایک اور انگلش طالب علم Pierre Cashia نے جامع ایڈنبرہ سے 1951ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک مقالہ (Thesis) بعنوان ''طہ حسین'' لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہر دو تصنیفات کا مطالعہ کرنے والا اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ سامی کیانی نے ہر سطر میں طہ کی مدح کی ہے ہر جملے میں اس کا دفاع کیا ہے اور اپنی کتاب کے صفحات کو (طہ کے لئے) آزاد مفکر اور عظیم انشاء پرداز جیسے توصیفی وستائشی الفاظ کے ساتھ بھر دیا ہے۔ ان کی آراء وافکار کی مخالفت یا تنقید پر ایک سطر بھی نہیں لکھی لہٰذا یہ ایک کتاب تو ضرور ہے، لیکن تحقیق نہیں کہلائی جاسکتی۔ جب کہ Pierre Cashia نے تحقیق وتبصرہ، تعریف وتنقید، مدح وذم اور اتفاق واختلاف جیسے تمام پہلوؤں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے جنہوں نے ان کے کام کو تحقیقی مقالہ (Thesis) بنا دیا ہے۔ اور اسے کامیابی سے ہم کنار کیا ہے۔ لہٰذا کتاب میں مکمل تحقیق اصولوں کو اپنانا ضروری نہیں ہوتا لیکن مقالہ میں ان اصولوں کی پاسداری از حد ضروری ہوتی ہے۔(2)

مناظرہ اور تحقیق میں فرق:

تحقیق اور مناظرہ میں کافی فرق ہے اول الذکر میں حقیقت واضح کی جاتی ہے مگر مناظرہ میں اپنے ذہنی رجحان کو ہر طریقہ سے منوانا ہوتا ہے۔ مثلاً جب ہم کسی تاریخی مناظرے کا موضوع ''اسلام اور شورائیت'' طے کریں تو اس کے موید یعنی حامی کی جانب سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ''وشاورھم فی الامر'' سامنے آئے گا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرنا ہوگا نیز خلفاء راشدین کی اپنے رفقاء سے بعض مشکل امور میں مشورہ کی مختلف صورتیں پیش ہوں گی۔ جبکہ مدمقابل ان مثالوں کی تاویلات کی تلاش میں ہوگا۔ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مثال پیش کرے گا جو انہوں نے مانعین زکوۃ کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے ان صحابہ کی مخالفت میں پیش کی تھی جنہوں نے ان مانعین زکوۃ سے جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا اور فرمایا تھا ''واللہ لومنعونی عقال بعیر کانوا یعطونہ لرسول اللہ ﷺ لقاتلھم علیہ''(3) شوریٰ کے قائلین اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو اپنے موقف کے لئے نص پیش کر رہے تھے اور نص کے مقابلہ میں اجتہاد اور مشورہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ جب کہ فریق مخالف اس کی تاویل و توجیہہ کرے گا۔

علیٰ ہذا القیاس مناظرہ کرنے والا ہر فریق اپنے مخصوص نقطہ نظر کو ثابت کرنے کی کوشش میں ہوتا ہے وہ اپنے موافق مواد جمع کرتا ہے اور فریق مخالف کے دلائل کو سبوتاژ کرنے کی راہیں تلاش کرتا ہے۔

اس کے برعکس اگر اسی موضوع "اسلام اور شورائیت" کو کسی مقالہ کے لئے منتخب کر لیا جائے تو طالب علم کا مطمع نظر ہمیشہ جو ہر حقیقی کی تلاش ہوگا اور ابتدائی طور پر اس کے سامنے کوئی مخصوص نظریہ نہیں ہوگا، وہ مطالعہ کرے گا، مواد جمع کرے گا۔ اس کو سمجھنے کی کوشش کرے گا، مختلف دلائل کا باہمی تقابل کرے گا تا کہ اس کا مطالعہ اسے امر واقعی تک پہنچائے، دریں اثناء وہ اپنے ذہنی رجحانات اور قلبی خواہشات کو دخل اندازی کا موقع نہیں دے گا گویا کہ اس کے مطالعہ کا مقصد کسی چیز پر دلائل قائم کرنا نہیں بلکہ اس کی حقیقت و اہمیت دریافت کرنا ہے، اس لئے اسے ان دلائل سے تجاہل عارفانہ نہیں برتنا چاہئے، جو اس مقصد تک پہنچنے کے لئے اس کی مدد کر رہے ہیں۔ اس بات کے لئے اسے تیار رہنا چاہئے کہ جیسے ہی اس کے سامنے اپنی مخصوص رائے جسے وہ پہلے سے اپنائے ہوئے ہے، تبدیل کرنے کے عوامل و اسباب سامنے آجائیں وہ فوراً اپنی رائے چھوڑ دے گا چاہے اس رائے کی تبدیلی میں اسے کتنی ہی محنت یا مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ اور یہ مناظرہ اور تحقیق میں فرق ہے۔(4) تحقیق میں یہی علمی روح ہے جو حقیقت کے پیچھے پیچھے چلنے کا تقاضہ کرتی ہے اور خواہشات و رجحانات اس پر اثر انداز نہیں ہوتے ہیں۔

تحقیق اور مناظرہ کے فرق سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ کسی طالب علم کو ریسرچ کے لئے کبھی ایسا موضوع نہیں لینا چاہئے، جس کے اثبات یا نفی کی وہ پہلے سے نیت کئے ہوئے ہو، بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی ایسے موضوع کو اپنائے جسے حاصل کردہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل کی روشنی میں رہ کر اثبات یا نفی تک پہنچا سکے، دلائل و براہین اسے ایسے نتیجہ کی طرف لے جا رہے ہیں جو تحقیق (Research) کے آغاز میں محقق کے ذہن میں نہ تھا، جو طالب علم ایسے موضوع کو اختیار کرتا ہے جس کے متعلق پہلے سے اس کا ایک خاص نقطہ نظر ہے تو وہ مناظر ہو گا محقق نہیں۔(5)

تحقیقی مقالہ کی آٹھ اہم خصوصیات:

کسی بھی مقالہ کی کامیابی و تکمیل مختلف خصوصیات پر منحصر ہے جن میں سے آٹھ بنیادی خوبیاں مندرجہ ذیل ہیں:

1- مقالہ نگار کا مطالعہ وسعت و گہرائی کا حامل ہو:

ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تحقیقی میدان میں خاطر خواہ مطالعہ کر کے تحقیق شروع کرے تاکہ اُس کے مقالہ سے اُس کے مطالعہ کی وسعت اور گہرائی چھلک رہی ہو۔ اس وسعت و گہرائی کے لئے ضروری ہے کہ طالب علم اپنے موضوع سے متعلق کی گئی ہر تحقیق کو پیش نظر رکھے اور جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے مطالعہ کے بعد اپنی ذاتی رائے قائم کرنے کی کوشش کرے۔ مزید اپنے مطالعہ کے ذریعے صحیح نتائج حاصل کرتے ہوئے اپنے موضوع سے متعلق تمام اہم جدید و قدیم علمی معلومات بھی سمیٹ لے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ مقالہ کے آخری مرحلہ میں یعنی زبانی امتحان کے دوران اگر ممتحنین اس کے سامنے ایسی معلومات پیش کریں جو اس کی نظر سے نہیں گزریں اور ان دلائل کے باعث اس کی رائے تبدیل ہونے کے قابل ہے یا اس کے سامنے ایسے نظریات پیش کریں جو اس کے موقف سے بہتر ہوں اور انہیں دیگر محققین کے ہاں پذیرائی حاصل ہو چکی ہو تو طالب علم کو اپنے موقف یعنی تحقیق پر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لئے مطالعہ میں وسعت کے ساتھ گہرائی بھی ہونی چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2- مقالہ کا موضوع دوراندیشی پر مبنی ہو:

اکثر و بیشتر طلبہ ایم اے یا مزید اعلیٰ تعلیم کے مقالہ کے لئے ایسے موضوع کا انتخاب کرتے ہیں جو آگے چل کر جدید گہری اور وسیع تحقیق کے ساتھ ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکیں مثلاً ایک طالب علم ایم اے میں ''علامہ اقبال کی اسلامی شاعری'' کے موضوع پر مقالہ پیش کرتا ہے، پھر ڈاکٹریٹ میں عصر عباسی کی خمریات (مے نوشیاں) کا موضوع اختیار کر لیتا ہے، یا ایم اے میں اندلس کے اموی حکمران عبدالرحمٰن ناصر پر مقالہ پیش کرتا ہے اور ڈاکٹریٹ میں عہد اموی میں اندلس کی اجتماعی حالت کو مقالہ کا موضوع بنا لیتا ہے۔ ان دو موضوعات میں دوسرا موضوع دوراندیشی پر مبنی ہے کیونکہ طالب علم نے ایک ہی موضوع کے مختلف اہم پہلوؤں پر دو مقالہ جات تحریر کیے اور دوراندیشی کو کام لاتے ہوئے مختصر محنت سے زیادہ منافع حاصل کر لیا۔

3- موضوع انسانی علم کے دائرہ سے ماوراء نہ ہو:

مزید براں قرآن سے یہ بھی ثابت ہے کہ انسانی علم محدود ہے۔ اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ تمام تر علمی ترقیوں اور سائنسی تحقیقات کے باوجود بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن تک انسان کی رسائی ممکن نہیں اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کے دائرہ علم میں آتی ہیں۔ قرآن کی یہ آیت اسی حقیقت کی شاہد ہے۔

ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا. (بنی اسرائیل :۵۸)

اور یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہو یہ روح میرے رب کے حکم سے آتی ہے۔ مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایا ہے۔

اس لئے اسلام کی رو سے تحقیق یا تحقیقی مقالہ کے لئے ایسے موضوعات کو اختیار کرنا صحیح نہ ہوگا جو انسان کے دائرہ علم سے باہر ہیں بلکہ ایسی باتوں کو تحقیق کا موضوع بنانا وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ضیاع ہوگا جو صرف خدائے تعالیٰ کے علم وادراک میں آتی ہے یا جن کا تعلق متشابہات سے ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں علمی اعتبار سے پختہ لوگوں کی صفت ہی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ متشابہات کی ادھیڑ بن میں اپنی صلاحیتوں کو ضائع نہیں کرتے بلکہ ان کی اصل حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرکے ان پر ''آمنا وصدقنا'' کہتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ. (آل عمران:7)

رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ فتنہ کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اوران کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بخلاف اس کے جولوگ پختہ علم والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ان پر ایمان ہے یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانشمند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں۔

سورہ نساء میں بھی اسی حقیقت کو ایک دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے:

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا. (النساء :162)

لیکن راسخون فی العلم اور مومنین اس پر ایمان لائے ہیں جو آپ پر نازل کیا گیا اور آپ سے پہلے اتارا گیا اور نماز قائم کرنے والے، زکوۃ ادا کرنے والے اور اللہ و یوم آخرت پر ایمان لانے والے۔ ان سب کو ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجر عظیم عطا کریں گے۔

اسی اصول کے مطابق علماء کرام اور سکالرز قرآن کی تفسیر میں اشاری تفسیر، باطنی تفسیر اور مذموم عقلی تفسیر وغیرہ کو رد کر دیتے ہیں کیونکہ اس قسم کی تمام علمی کوششیں اسلامی تحقیقی اصولوں کے مطابق انسانی علمی دائرہ سے ماوراء ہیں۔

4- تحقیقی عمل قرآنی نقطہ نظر کے مطابق ہو:

تحقیقی مقالہ کے مختلف مراحل میں جہاں تک ماخذ تحقیق کا تعلق ہے اسلام میں اس ضمن میں قرآن کریم کو اولین اہم ترین حیثیت حاصل ہے۔ جس کا مطالعہ آپ پہلے باب میں کر چکے ہیں۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ قرآن مجید سرچشمہ رشد و ہدایت اور منبع علوم و معارف ہے۔ بلا استثناء انسانی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس سے متعلق اس عظیم کتاب میں رہنمائی کا سامان موجود نہ ہو۔ قرآن نے خود اپنے جو اوصاف بیان کئے ہیں ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ سراپا ہدایت ہے۔ اس امتیازی وصف کو قرآن میں کہیں 'ھدی للمتقین'' ''ھدی للمومنین'' یا ''ھدی للمسمین'' کے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے اور کہیں ''ہدی للناس'' کے عمومی انداز میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کتاب ہدایت سے نہ صرف یہ کہ مختلف سائنسی و سماجی علوم سے متعلق فکری مواد فراہم ہوتا ہے بلکہ حصول علم کے اصول و آداب اور مناہج تحقیق کی جانب اس سے رہنمائی بھی ملتی ہے۔ اس لئے کسی بھی موضوع پر تحقیقی کاوش یعنی مقالہ شروع کرتے وقت پہلے اس سے متعلق قرآن کا نقطہ نظر اور اپروچ معلوم کیا جائے۔ دوسرے یہ دیکھا جائے کہ قرآن کریم سے مواد کی تحقیق و تفتیش، نظریات و مفروضات کی جانچ، معلومات کی صحت و عدم صحت کی پرکھ اور واقعات کے تجزیہ و نتائج اخذ کرنے کے کیا اصول و ضوابط متعین ہوئے ہیں اور پھر ان کی روشنی میں تحقیقی کام کو آگے بڑھایا جائے اور تحقیقی مقالہ لکھا جائے گا۔(6)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5- تحقیق انسانی فکر کے ذرائع سے حاصل شدہ ہو:

قرآن مجید میں یہ صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ سمع و بصر و قلب علم کے تین معروف ذرائع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. (النحل ۷۸)

اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ جانتے نہ تھے اور اُس نے تمہیں کان دیے اور آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیئے اس لئے تا کہ تم شکر گزار بنو۔

اس لئے قرآن میں تحقیقی مقالہ تحریر کرنے میں ان چیزوں کے پیچھے نہ پڑنے کا حکم دیا ہے جن کی جانکاری ان ذرائع کے صحیح استعمال سے نہ حاصل ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا. (بنی اسرائیل:۳۶)

کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ کان اور دل سبھی کی باز پرس ہونی ہے۔

مزید براں قرآن کی نگاہ میں وہ لوگ گمراہ ترین ہیں جو ان ذرائع علم کو صحیح طور پر بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے استعمال نہ کر کے اپنے خالق و مالک کو پہچاننے اور خود اپنی حقیقت کے ادراک سے قاصر رہتے ہیں۔ اس ضمن میں قرآن کا واضح بیان ملاحظہ ہو۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ. (اعراف:179)

ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں ان کے پاس آنکھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں، وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے ہوئے ہیں۔

اگر علم کے مرحلہ سے آگے بڑھ کر تحقیق کے میدان میں قدم رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہاں بھی یہی تین چیزیں حقائق تک پہنچنے یا کسی چیز کے ثابت کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ محقق اپنے خیالات ونظریات یا مباحثِ تحقیق کو ذاتی مشاہدہ وتجربہ کی روشنی میں ثابت کرتا ہے یا سمع وبصر کی مدد سے دوسروں کے مشاہدات ونتائج فکر سے اپنے لئے رہنمائی حاصل کرتا ہے اور پھر اپنے دل ودماغ کو استعمال کرتے ہوئے جمع کردہ مواد اور تجربات سے کوئی نتیجہ اخذ کرتا ہے اور تحقیق کا ماحصل پیش کرتا ہے۔ان ذرائع کے علاوہ کسی اور ماورائی ذریعہ سے تحقیق قبول نہیں کی جائے گی۔اس لئے اسلامی نقطہ نظر سے ریسرچ وتحقیق کا مطلب یہ ہوگا کہ علم وتحقیق کے ان انسانی فکری ذرائع کو صحیح طور پر اور دیانت داری کے ساتھ استعمال کیا جائے خواہ تحقیق کے لئے مواد جمع کرنے کا مرحلہ ہو یا ان کا تجزیہ کرنے اور ان سے نتائج اخذ کرنے کی منزل ہو۔اوران تمام مراحل میں اس کی نیت خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہواوراس کی تحقیق کے ماحصل یا نتائج سے بنی نوع انسان کو فائدہ ہورہا ہو مزید وہ مقالہ وغیرہ اس کے لئے دنیا وآخرت کا سرمایہ بن رہا ہو۔(7)

6- تحقیق مواد کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہو:

تحقیق کے مآخذ اور تحقیقی عمل پر بحث کرتے ہوئے یہ ذکر اہمیت سے خالی نہ ہوگا کہ اسلام میں ذرائع معلومات کی چھان بین کو کافی اہمیت حاصل ہے۔اس نے ان معلومات کی جانچ پرکھ پر خاص زور دیا ہے جو دوسروں سے سن کر یا روایۃ ونقلا حاصل ہوں۔اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی بھی روایت یا خبر کو قبول کرنے سے قبل ان لوگوں کے اخلاق وکردار وعادت وسیرت کے بارے میں پتہ لگانا ضروری ہے جن سے یہ روایت یا خبر پہنچی ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم سے اس خبر کی چھان بین اور اس کی قبولیت میں حد درجہ احتیاط کی ہدایت ملتی ہے جس کا واسطہ بد کردار لوگ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ.[1] (الحجرات 6)

اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔

تحقیقی مقالہ تحریر کرتے ہوئے اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ نتائج تحقیق کی صحت کافی حد تک علم و تحقیق کے ذرائع کی چھان بین پر منحصر ہوتی ہے اس لئے اسلام کی رو سے وہی تحقیقی کام قابل اعتبار لائق اسناد ہو گا جو ذرائع علم کے ٹھیک ٹھیک استعمال اور مآخذ کے ناقدانہ استفادہ پر مبنی ہو۔

تحقیقی مقالہ میں مآخذ کے صحیح انتخاب اور ان کے ناقدانہ استعمال کے ساتھ دلائل و شواہد کو بھی خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ یہ "تحقیق" کے اہم عناصر میں شامل ہیں۔ قرآن کریم کی نظر میں کسی بات کے ثبوت کے لئے دلائل و شواہد کو کس قدر اہمیت حاصل ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ وہ کوئی بھی دعویٰ بلا دلیل نہیں پیش کرتا بلکہ وہ ایک بات کے ثبوت میں ایک دو نہیں متعدد دلائل و شواہد مختلف اسلوب میں سامنے لاتا ہے۔ توحید، رسالت و آخرت سے متعلق آیات بالخصوص اس کی شاہد ہیں اسی طرح وہ اپنی دعوت کے مخالفین و معاندین سے بار بار مطالبہ کرتا ہے کہ ان کے اپنے مزعومات و نظریات کی تائید میں کوئی ثبوت یا دلیل ہو تو پیش کریں قرآن کریم کا یہ مطالبہ مختلف مقامات پر دیکھا جا سکتا ہے۔ مثال کے لئے ایک آیت ملاحظہ ہو:

قل ھا تو ا بر ھانکم ان کنتم صادقین. (البقرہ : 111)

ان سے کہو اپنی دلیل پیش کرو، اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7- تحقیقی مقالہ علمی و عقلی دلائل سے مزین ہو:

تحقیقی مقالہ میں دلائل وشواہد کی اہمیت کے بارے میں قرآن کا نقطہ نظر اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ فی نفسہ ثبوت وشہادت ہی کو علم سے تعبیر کرتا ہے۔ کفار ومشرکین کے بے بنیاد و باطل عقائد ونظریات کی علمی و عقلی انداز میں تردید کرتے ہوئے قرآن چیلنج کرتا ہے:

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ. (الانعام:148)

ان سے کہو کیا تمہارے پاس کوئی علم (ثبوت) ہے جسے ہمارے سامنے پیش کرسکو تم محض گمان پر چل رہے ہو اور نری قیاس آرائیاں کرتے ہو۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بغیر علمی دلائل اور شہادت وثبوت کے قرآن کی نگاہ میں علم وتحقیق کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ مزید براں قرآن ان نظریات وخیالات یا تحقیق کو جن کی کوئی بنیاد نہیں ہے یا جن کی تائید میں کوئی ثبوت و دلیل پیش نہیں کیا جاتا ''جہل'' سے تعبیر کرتا ہے یا انھیں محض ''ظن وتخمین'' کا نام دیتا ہے۔ مذکورہ آیت کے علاوہ اس آیت میں بھی یہی حقیقت واضح ہوتی ہے:

وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ. (النساء :157)

اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی علم نہیں محض گمان ہی کی پیروی ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کی نظر میں کسی چیز کے علم کے معیار تک پہنچنے اور اُسے تحقیقی رنگ دینے کے لئے ضروری ہے کہ وہ دلائل وشواہد سے مزین ہو۔ اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تحقیق کے لئے جو علم کی ترقی یافتہ شکل ہے میں علمی و عقلی دلائل وشواہد کی کسی قدر اہمیت ہوگی۔

8- تحقیقی نتائج ٹھوس علمی بنیادوں پر قائم ہوں:

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اسلامی اصول تحقیق میں نہ صرف دلائل وشواہد کی فراہمی اہمیت رکھتی ہے بلکہ یہ بات بھی کچھ اہم نہیں ہے کہ کسی بھی موضوع پر تحقیق کرتے ہوئے جو بھی شواہد دستیاب ہوں انھیں بلاکم وکاست سامنے لایا جائے اور اس میں کسی قسم کے اعراض وکتمان سے کام نہ لیا جائے خواہ کوئی ثبوت یا دلیل کسی امر میں محقق کے اپنے مفروضہ یا خیال کے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔قرآن کریم میں نہ صرف حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ کرنے کی ممانعت آئی ہے بلکہ حقائق کی پردہ پوشی اورشہادت کے اخفاء کی بھی سخت نہی آئی ہے۔اللہ تعالیٰ کا صاف صاف ارشاد ہے:

وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ.

(البقرہ :۴۲)

اور حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو اور حق کو نہ چھپاؤ دراں حالیکہ تم اس کا علم رکھتے ہو۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَ مَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ. (البقرة :۲۸۳)

اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

قرآن کریم میں عدل وانصاف کا جو تصور پیش کیا گیا ہے اس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ تحقیقی مقالہ تحریر کرتے ہوئے شہادت کی فراہمی ٹھوس اور واضح علمی بنیادوں پر ہو اور اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اظہار میں کسی قسم کی پہلو تہی نہ کی جائے اور نہ اس معاملہ میں اپنی پسندیدگی و ناپسندیدگی کو دخل دیا جائے۔ اس باب میں قرآن کریم کا موقف اتنا سخت ہے کہ وہ دشمن کے ساتھ بھی ناانصافی اور غیر عادلانہ رویہ کو گوارا نہیں کرتا اور وہ صاف صاف اعلان کرتا ہے کہ تحقیقی نتائج کو ٹھوس علمی بنیادوں کے مطابق مرتب کیا جائے اور اس عمل میں اظہار حق اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے میں کسی شخص کی دشمنی آڑے نہیں آنی چاہیے۔ ارشاد ربانی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. (المائدہ:۸)

اے ایمان والو! اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دیتے رہو (تحقیقی عمل کے دوران) کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کردے کہ تم انصاف سے پھر جاؤ عدل کرو یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور اللہ سے ڈرو (یعنی تحقیقی میدان میں صرف حقائق کو آشکارا کرو)۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

اس سے بجا طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کوئی تحریری مواد ثبوت یا شہادت محقق کے اپنے نقطہ نظر یا موقف کے بخلاف ہی کیوں نہ ہو اسے اپنے تحقیقی مقالہ میں منظر عام پر لانے میں دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ بات اس سیاق میں کافی اہمیت رکھتی ہے کہ آج کل کے بہت سے محققین اپنے اختیار کردہ موضوع کے لئے مواد جمع کرنے اور شواہد کی فراہمی میں انتخابی طریقہ اختیار کرتے ہیں، یعنی ایسا مواد اکٹھا کرتے ہیں جس سے ان کی رائے کی تائید اور ان کے موقف کی حمایت ہوتی ہو، اپنے نقطہ نظر کے مخالف شواہد دلائل چھوڑ دیتے ہیں یا ان سے اعراض کر جاتے ہیں۔ دلائل و شواہد کے باب میں یہ ''انتخابی رویہ''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً عدل و انصاف کے تقاضوں کے خلاف اور اسلامی اصول تحقیق کے منافی ہے اور اس سے تحقیقی مقالہ کی حیثیت متاثر ہوتی ہے۔ جس کا مطالعہ آپ اِسی باب کے عنوان ''تحقیق اور مناظرہ کے فرق'' میں کر چکے ہیں۔ (8)

2- تحقیقی مقالہ کی غرض و غایت اور مقصد

اسلامی اصولِ تحقیق میں یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ تحقیق ہمیشہ بامقصد ہوتی ہے جس کا مطالعہ آپ پہلے باب کی فصل ثانی کے عنوان ''اسلامی اصول تحقیق کا پانچواں عنصر'' میں کر چکے ہیں، مزید تحقیقی مقالہ اور تمام تحقیقی کاوشیں چند نتائج پر منتج ہوتی ہیں۔ بعینہ اسلامی اصول تحقیق میں بھی تحقیقی مقالہ کے اغراض و مقاصد جامع اور ہمہ گیر اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔ ان میں سرفہرست انسانی فلاح و بہبود اور کامرانی کا مقصد ہے اس کے علاوہ دوسرا تحقیق کی غرض و غایت میں مفید معلومات کا حصول اور تیسرا یقینی علم تک رسائی اور تحقیقی رجحان کا فروغ شامل ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- انسانی فلاح و بہبود:

انسانی فلاح و بہبود کا فریضہ علماء کرام اور مسلم سکالرز نے بہ خوبی سرانجام دیا ہے۔ مثلاً ائمہ حدیث نے ذاتی طمع و لالچ اور مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انسانیت کی فلاح و بہبود کے فرض کو ادا کیا۔ صحابہ کرام ذاتی شہرت و نام نمود اور ریاکاری کے لئے احادیث بیان نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ان کے پیش نظر رہتا تھا کہ:

''من طلب العلم لیبا ھی بہ العلماء اولیماری بہ السفھا اویریدان یقبل بوجوہ الناس بہ ادخلہ اللہ جھنم۔'' (9)

(ترجمہ) جس نے علم (حدیث) اس لئے حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ دیگر اہل علم کے سامنے فخر کرے یا بے وقوفوں کے سامنے اترائے یا یہ چاہے کہ لوگ اسے خوش آمدید کہیں۔ اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری حدیث میں آنحضرت ﷺ نے تحقیق کے اس مقصد کو ایک تمثیل کے ذریعے واضح فرمایا ہے۔ جس کے مطابق اللہ تعالیٰ روز قیامت علماء سے علوم وفنون اور محققین وطلباء سے تحقیقی مقالہ تحریر کرنے کی غرض وغایت کے بارے میں سوال کرے گا۔ اسے انسانی فلاح و بہبود اور رضائے الٰہی کے لئے استعمال کیا گیا یا محض ذاتی مفادات کے حصول کی خاطر استعمال ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا تزولا قدما عبديوم القيامة حتى يسال عن عمره فيما افناه و عن علمه ما فعل به وعن ماله من اين اكتسبه وفيما انفقه و عن جسمه فيما ابلاه". (10)

قیامت کے دن پھر انسان اپنی جگہ پر (اللہ کے حضور) کھڑا رہے گا جب تک اس سے یہ سوالات نہ پوچھ لئے جائیں گے کہ اس نے اپنی عمر کیسے گزاری؟ اپنے علم کو کہاں صرف کیا؟ اپنا مال کیسے کمایا؟ اور کسی مصرف پر لگایا۔ اور اپنا جسم کن کاموں میں کھپایا؟

حضرت علی نے علم حدیث کے مقصد کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"تعلمو العلم فلما تعلمتموه فاعظموا عليه ولا تشوبوه بضحك ولا بلعب". (11)

(ترجمہ) تم علم حاصل کرو، جب علم حاصل کر لو تو اس کی حفاظت کرو اور اسے ہنسی مذاق اور لہو ولعب میں ضائع نہ کرو۔

گویا اسلامی تحقیقی منہج متانت ووقار، حلم و بردباری حقیقت پسندی اور مقصدیت کو فروغ دیتا ہے جو کہ انسانی فلاح و بہبود کی ضامن صفات ہیں۔

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الدين النصيحة، لله و للرسول ولعامة الناس" (12)

(ترجمہ) کہ دین اللہ و رسول کے لئے اخلاص اور عام لوگوں کی خیر خواہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام ہے۔

2۔ مفید معلومات کا حصول:

تحقیق ایک بامقصد مفید معلومات کا حصول اور ان کی جانچ پڑتال ہے۔ علوم اسلامیہ میں پوری انسانیت کے لئے مفید معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔

خود محسن انسانیت ﷺ مفید علم کے حصول کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے آپ کی دعا کے الفاظ یہ تھے:

"اللهم انی اعوذبك من الاربع من علم لا ينفع ومن قلب لايخشع و من نفس لا تشبع و من دعاء لا يسمع" (13)

(ترجمہ) اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں ایسے علم سے جو نفع آور نہ ہو۔ ایسے دل سے جو (تجھ سے) نہ ڈرے، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے:

"اغدو عالما اومتعلما اومستمعا ولا تكن الرابع فتهلك" (14)

(ترجمہ) تین قسم کے انسانوں: علم سکھانے والا یا طالب علم یا علم کی باتیں سننے والوں میں سے بننا چوتھی کوئی شخصیت نہ بننا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ فرمان اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ انسان کو پوری زندگی عمومی طور پر علم وفن کے حصول، ان کی تدریس یا علمی بات چیت کی ساعت میں صرف کر دینی چاہئے اور خصوصی طور پر تحقیقی مقالہ کی مساعی کا خاص مقصد متعین ہونا چاہیئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3- یقینی علم تک رسائی:

تحقیقی مقالہ کا مقصد مفید معلومات کو جمع کر کے ان کے ذریعہ مسئلہ کا حل نکالنا اور یقینی علم حاصل کرنا ہے۔ تحقیق انسان کو یقینی علم تک رسائی حاصل کرنے کی ترغیب دلاتی ہے یعنی تمام حقائق واضح اور ٹھوس انداز میں دو رنگی یا لگی لپٹی بغیر واضح کیئے جائیں۔ گویا کہ اس تحقیق کے ذریعہ یقینی علم تک رسائی ہو سکے۔ اس سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ بہت زیادہ احتیاط برتتے تھے اور ہر معاملہ میں یقین اور حقیقت کو روز روشن کی مانند واضح کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ رحمت دو عالمؐ نے کسی صحابی کو یہ دعا سکھائی۔

"امنت بکتابك الذی انزلت و نبیك الذی ارسلت"(15)

ترجمہ: میں تیری نازل کردہ کتاب پر اور تیرے مبعوث کئے ہوئے نبی پر ایمان لایا۔

صحابی نے غلطی سے نبیک کو رسولک کے لفظ کے بدل دیا جو کہ تقریباً مترادف و ہم معنی لفظ تھا۔ لیکن حضور ﷺ نے حکم دیا میں نے یہ نہیں کہا وہی کہو جو میں نے بتایا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس بات کی مکمل نگرانی کرتے تھے کہ صحابہ صحیح، حقیقی اور قطعی معلومات حاصل کریں یہاں تک کہ آپؐ الفاظ کی صحت کا بھی خیال رکھتے تھے۔

ایک حدیث کے مطابق ایک بدو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے وضو کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے اسے تین تین دفعہ وضو کے تمام ارکان و شرائط اور سنتیں عملی طور پر کر کے دکھائیں پھر فرمایا

"ھکذا الوضوء فمن زاد علی ھذا فقد اساء وتعدی وظلم"(16)

ترجمہ: وضو، ں طرح ہوتا ہے پس جو اس پر کسی چیز کا اضافہ کرے گا وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ